بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ النور (24)

آیت نمبر (6 تا 10)

خ م س

(ن۔ض)

خَمۡسًا — کسی چیز کا پانچواں حصہ لینا۔

خَمۡسَۃٌ — اسم عدد ہے مذکر کے لیے ۔مؤنث کے لیے خَمۡسٌ۔ پانچ ۔ ﴿وَ یَقُوۡلُوۡنَ خَمۡسَۃٌ سَادِسُہُمۡ کَلۡبُہُمۡ﴾ (18/ الکھف:22) ’’اور کہیں گے وہ پانچ ہیں چھٹا ان کا کتا ہے۔‘‘

خَمۡسُوۡنَ — پچاس۔ ﴿فَلَبِثَ فِیۡہِمۡ اَلۡفَ سَنَۃٍ اِلَّا خَمۡسِیۡنَ عَامًا﴾ (29/العنکبوت:14) ’’تو وہ رہے ان میں ہزار برس مگر پچاس سال۔‘‘

خُمُسٌ — کسی چیز کا پانچواں حصہ۔ ﴿وَ اعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَا غَنِمۡتُمۡ مِّنۡ شَیۡءٍ فَاَنَّ لِلّٰہِ خُمُسَہٗ﴾ (8/الانفال: 41) ’’اور جان لو کہ جو تم لوگوں نے مال غنیمت حاصل کیا کسی چیز سے تو اللہ کے لیے ہے اس کا پانچواں حصہ۔‘‘

خَامِسٌ — ترتیب میں پانچواں۔ زیر مطالعہ آیت۔

ترکیب

(آیت۔6) فَشَہَادَۃُ اَحَدِہِمۡ یہ پورا فقرہ مبتدا ہے اور اَرۡبَعُ شَہٰدٰتٍ اس کی خبر ہے اس لئے اَرۡبَعُ حالت رفع میں آیا ہے۔ جبکہ اس کی تمیز ہونے کی وجہ سے شَہٰدٰتٍ حالت نصب میں ہے۔ (آیت۔7) گزشتہ آیت میں اَرۡبَعُ پر عطف ہونے کی وجہ سے وَالۡخَامِسَۃُ حالت رفع میں ہے۔ (آیت۔8) یَدۡرَؤُا کا مفعول اَلۡعَذَابُ ہے۔ جبکہ اَنۡ تَشۡہَدَ اَرۡبَعَ شَہٰدٰتٍ یہ پورا جملہ اس کا فاعل ہے۔ تَشۡہَدَ کا مفعول ہونے کی وجہ سے اَرۡبَعَ حالت نصب میں ہے اور اگلی آیت میں اس پر عطف ہونے کی وجہ سے وَالۡخَامِسَۃَ حالت نصب میں ہے۔

ترجمہ

لَّہُمۡ	لَمۡ یَکُنۡ	وَلَمۡ یَکُنۡ	اَزۡوَاجَہُمۡ	یَرۡمُوۡنَ	وَالَّذِیۡنَ
ان کے لئے	نہیں ہوتے	اس حال میں کہ	اپنی بیویوں کو	الزام دیتے ہیں	اور وہ لوگ جو

اَرۡبَعُ شَہٰدٰتٍۭ	فَشَہَادَۃُ اَحَدِہِمۡ	اَنۡفُسُہُمۡ	اِلَّاۤ	شُہَدَآءُ
چار گواہیاں ہیں	تو ان کے ایک کی گواہی	ان کی جانوں کے	سوائے	کچھ گواہ

اَنَّ	وَالۡخَامِسَۃُ	لَمِنَ الصّٰدِقِیۡنَ ﴿۶﴾	اِنَّہٗ	بِاللّٰہِ
یہ کہ	اور پانچویں بار	یقیناً سچ کہنے والوں میں سے ہے	(کہ) بیشک وہ	اللہ کی قسم سے

وَیَدۡرَؤُا	مِنَ الۡکٰذِبِیۡنَ ﴿۷﴾	کَانَ	اِنۡ	عَلَیۡہِ	لَعۡنَتَ اللّٰہِ
اور ہٹا دے گا	جھوٹ کہنے والوں میں سے	وہ ہو	اگر	اس پر	اللہ کی لعنت

عَنۡهَا	الۡعَذَابَ	اَنۡ	تَشۡهَدَ	اَرۡبَعَ شَهٰدٰتٍۢ	بِاللّٰهِ ۙ	اِنَّهٗ
اس عورت سے	سزا کو	(یہ) کہ	وہ عورت گواہی دے	چار گواہیاں	اللہ کی قسم سے	(کہ) بیشک وہ

لَمِنَ الۡكٰذِبِيۡنَ ۙ﴿۸﴾	وَالۡخَامِسَةَ	اَنَّ	غَضَبَ اللّٰهِ	عَلَيۡهَاۤ	اِنۡ
یقیناً جھوٹ کہنے والوں میں سے ہے	اور پانچویں بار	یہ کہ	اللہ کا غضب ہو	اس پر	اگر

كَانَ	مِنَ الصّٰدِقِيۡنَ ﴿۹﴾	وَلَوۡلَا	فَضۡلُ اللّٰهِ	عَلَيۡكُمۡ
وہ ہو	سچ کہنے والوں میں سے	اور اگر نہ ہوتا	اللہ کا فضل	تم لوگوں پر

وَرَحۡمَتُهٗ	وَاَنَّ	اللّٰهَ	تَوَّابٌ	حَكِيۡمٌ ﴿۱۰﴾ ع
اور اس کی رحمت (تو یہ رہنمائی نہ ملتی)	اور یہ کہ	اللہ	بار بار توبہ قبول کرنے والا ہے	حکمت والا ہے

نوٹ:1 گزشتہ آیت۔4۔میں زنا کا الزام لگانے کا قانون بیان ہوا تھا جس کی رو سے یہ ضروری ہے کہ الزام لگانے والا چار عینی گواہ پیش کرے اور جو یہ نہ کر سکے تو اس پر تہمت کی حد جاری کی جائے گی۔عام آدمی کے لیے تو یہ ممکن ہے کہ جب چار گواہ میسر نہ ہوں تو وہ خاموش رہے لیکن شوہر کے لیے یہ معاملہ سنگین ہے۔اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور گواہ موجود نہیں ہیں۔اب اگر وہ بولے تو تہمت زنا کی سزا پائے اور نہ بولے تو اس کی زندگی وبال ہو جائے۔اس لیے شہر کے معاملہ کو عام قانون سے الگ کر کے اس کا مستقل قانون بنا دیا گیا جو زیر مطالعہ آیت میں بیان ہوا ہے۔اس کو لعان (ایک دوسرے پر لعنت کرنا) کہتے ہیں۔اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ لعان صرف میاں بیوی کے معاملہ میں ہو سکتا ہے۔دوسروں کا حکم وہی ہے۔جو آیت۔۴۔میں گزر چکا ہے۔(معارف القرآن)

آیت نمبر (11 تا 14)

ترجمہ

اِنَّ الَّذِيۡنَ	جَآءُوۡ	بِالۡاِفۡكِ	عُصۡبَةٌ	مِّنۡكُمۡ ؕ	لَا تَحۡسَبُوۡهُ
بیشک جو لوگ	آئے	اس بہتان کے ساتھ	وہ ایک گروہ ہے	تم لوگوں میں سے	تم لوگ مت سمجھو اس (بہتان) کو

شَرًّا	لَّكُمۡ ؕ	بَلۡ هُوَ	خَيۡرٌ	لَّكُمۡ ؕ	لِكُلِّ امۡرِىٍٴ
کوئی شر	اپنے لیے	بلکہ وہ	خیر ہے	تم لوگوں کے لیے	ہر ایک شخص کے لیے ہے

مِّنۡهُمۡ	مَّا	اكۡتَسَبَ	مِنَ الۡاِثۡمِ ۚ	وَالَّذِىۡ	تَوَلّٰى	كِبۡرَهٗ
ان میں سے	وہ جو	اس نے کمایا	اس گناہ میں سے	اور وہ جس نے	اپنایا	اس کے بڑے (حصہ) کو

مِنۡهُمۡ	لَهٗ	عَذَابٌ عَظِيۡمٌ ﴿۱۱﴾	لَوۡلَاۤ	اِذۡ سَمِعۡتُمُوۡهُ
ان میں سے	اس کے لیے	ایک عظیم عذاب ہے	کیوں نہیں	جب تم لوگوں نے سنا اس (بہتان) کو

ظَنَّ	الۡمُؤۡمِنُوۡنَ	وَالۡمُؤۡمِنٰتُ	بِاَنۡفُسِهِمۡ	خَيۡرًا ۙ	وَّقَالُوۡا
تو خیال کیا	مومنوں نے	اور مومنات نے	اپنی جانوں (یعنی اپنے لوگوں) پر	بھلائی کا	اور (کیوں نہیں) کہا

هٰذَآ	اِفْكٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۲﴾	لَوْلَا	جَآءُوْ	عَلَيْهِ	بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ 1364
یہ	ایک کھلا بہتان ہے	کیوں نہیں	وہ لوگ آئے	اس پر	چار گواہوں کے ساتھ

فَاِذْ	لَمْ يَاْتُوْا	بِالشُّهَدَآءِ	فَاُولٰٓئِكَ	عِنْدَ اللّٰهِ	هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۳﴾
پھر جب	وہ لوگ نہیں آئے	گواہوں کے ساتھ	تو وہ لوگ ہیں کہ	اللہ کے نزدیک	وہی جھوٹے ہیں

وَلَوْلَا	فَضْلُ اللّٰهِ	عَلَيْكُمْ	وَرَحْمَتُهٗ	فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ
اگر اگر نہ ہوتا	اللہ کا فضل	تم لوگوں پر	اور اس کی رحمت	دنیا اور آخرت میں

لَمَسَّكُمْ	فِيْ مَآ	اَفَضْتُمْ	فِيْهِ	عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۴﴾
تو ضرور چھوتا تم لوگوں کو	اس میں	تم لوگوں نے چرچا کیا	جس میں	ایک عظیم عذاب

نوٹ:1 واقعہ افک کی نوعیت یہ ہے کہ غزوہ بنی مصطلق سے واپسی میں فوج نے شب میں کہیں پڑاؤ ڈالا۔ فوج کے کوچ سے پہلے بی بی عائشہؓ ضرورت سے باہر نکلیں۔ اتنے میں فوج میں کوچ کا حکم ہو گیا اور قافلہ روانہ ہو گیا۔ بی بی عائشہ کا ساربان بھی یہ سمجھ کر روانہ ہو گیا کہ وہ اپنے ہودج میں سوار ہیں۔ آپؓ جب واپس آئیں تو دیکھا کہ قافلہ روانہ ہو گیا تھا۔ ان کو اس کے سوا کوئی اور تدبیر نظر نہیں آئی کہ وہیں ٹھہر جائیں تا آنکہ اللہ تعالیٰ کوئی راہ پیدا کرے۔ حضرت صفوانؓ اس خدمت پر مامور تھے کہ وہ قافلہ کے پیچھے چلیں تاکہ بھولی بسری چیزوں کا جائزہ لے سکیں۔ صبح کو جب وہ پڑاؤ کی جگہ پر پہنچے اور دیکھا کہ بی بی عائشہؓ پیچھے رہ گئی ہیں تو انہوں نے اپنا اونٹ بٹھایا۔ بی بی عائشہ اس پر سوار ہو گئیں اور انہوں نے مہار پکڑ کر اونٹ کو قافلہ سے جا ملایا۔ فوج کے کوچ و مقام کے دوران اس قسم کے واقعہ کا پیش آ جانا کوئی غیر معمولی بات نہیں ہے لیکن منافقین نے اس ذرا سی بات کو ایک افسانہ بنا ڈالا۔

اس واقعہ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ یہ تمہارے حق میں برا نہیں ہوا بلکہ اس میں تمہارے لیے خیر کے پہلو ہیں۔ اس واقعہ نے معاشرہ کی اصلاح و تنظیم سے متعلق بہت سے احکام و ہدایات کے نزول کے لیے سازگار فضا پیدا کر دی کہ اگر اس فضا کے پیدا ہوئے بغیر یہ احکام اترتے تو بہت سے لوگوں پر ان کی حقیقی قدر و قیمت واضح نہ ہو پاتی۔ (تدبر قرآن)

نوٹ:1 آیت۔ 12 میں اسلامی معاشرہ کا ایک اخلاقی اصول دیا گیا کہ ہر مسلمان مرد و عورت کا یہ حق ہے کہ دوسرے افرادِ معاشرہ ان کے بارے میں حسنِ ظن رکھیں۔ اور اس وقت تک ان کے اس حق کا احترام کریں جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے کہ وہ حسنِ ظن کے حق دار باقی نہیں رہے۔ اس حق کا لازمی تقاضہ یہ ہے کہ اگر کسی مسلمان کے بارے میں کان میں کوئی ایسی بات پڑے جو اس حسن ظن کو مجروح کرنے والی ہو تو وہ اس کو فوراً قبول نہ کرے اور نہ آگے بیان کرے بلکہ اس کو رد کر دے اور اس وقت تک اس پر یقین نہ کرے جب تک اس کے سامنے اس کا کوئی معقول ثبوت نہ آ جائے۔ (تدبر قرآن)

آیت نمبر (15 تا 20)

ترجمہ

اِذْ	تَلَقَّوْنَهٗ	بِاَلْسِنَتِكُمْ	وَتَقُوْلُوْنَ	بِاَفْوَاهِكُمْ	مَّا	لَيْسَ
جب	تم لوگ لیتے تھے اس کو	اپنی زبانوں پر	اور کہتے تھے	اپنے مونہوں سے	وہ	نہیں تھا

لَكُمْ	بِهٖ	عِلْمٌ	وَّ تَحْسَبُوْنَهٗ	هَيِّنًا ۖ	وَّهُوَ	1364 عِنْدَ اللّٰهِ
تمہارے لیے	جس کے بارے میں	کوئی علم	اور تم لوگ سمجھتے تھے	ہلکا	حالانکہ وہ	اللہ کی نزدیک

عَظِيْمٌ ﴿١٥﴾	وَلَوْلَآ	اِذْ	سَمِعْتُمُوْهُ	قُلْتُمْ	مَّا يَكُوْنُ	لَنَآ
ایک بڑی (بات) تھی	اور کیوں نہیں	جب	تم لوگوں نے سنا اس کو	تو کہا	نہیں ہوگا	ہمارے لیے (مناسب)

اَنْ	نَّتَكَلَّمَ	بِهٰذَا ۖ	سُبْحٰنَكَ	هٰذَا	بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ﴿١٦﴾
کہ	ہم کلام کریں	اس کے بارے میں	پاکیزگی تیری ہے	یہ (تو)	ایک عظیم بہتان ہے

يَعِظُكُمُ	اللّٰهُ	اَنْ	تَعُوْدُوْا	لِمِثْلِهٖٓ	اَبَدًا	اِنْ كُنْتُمْ	مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٧﴾ ج
نصیحت کرتا ہے تم لوگوں کو	اللہ	کہ (کہیں)	تم لوگ پھر کرو	اس کے جیسا (کام)	کبھی بھی	اگر تم لوگ ہو	مومن

وَيُبَيِّنُ	اللّٰهُ	لَكُمُ	الْاٰيٰتِ ط	وَاللّٰهُ	عَلِيْمٌ	حَكِيْمٌ ﴿١٨﴾
اور واضح کرتا ہے	اللہ	تم لوگوں کے لیے	ان آیات کو	اور اللہ	جاننے والا ہے	حکمت والا ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ	يُحِبُّوْنَ	اَنْ	تَشِيْعَ	الْفَاحِشَةُ	فِي الَّذِيْنَ
بیشک جو لوگ	پسند کرتے ہیں	کہ	پھیلے	فحاشی	ان لوگوں میں جو

اٰمَنُوْا	لَهُمْ	عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ	فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ط	وَاللّٰهُ
ایمان لائے	ان کے لیے ہے	ایک دردناک عذاب	دنیا اور آخرت میں	اور اللہ

يَعْلَمُ	وَاَنْتُمْ	لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿١٩﴾	وَلَوْلَا	فَضْلُ اللّٰهِ	عَلَيْكُمْ
جانتا ہے	اور تم لوگ	نہیں جانتے	اور اگر نہ ہوتا	اللہ کا فضل	تم لوگوں پر

وَرَحْمَتُهٗ	وَاَنَّ اللّٰهَ	رَءُوْفٌ	رَّحِيْمٌ ﴿٢٠﴾ ع
اور اس کی رحمت	اور یہ کہ اللہ	بے انتہا نرمی کرنے والا ہے	ہر حال میں رحم کرنے والا ہے

نوٹ:1

اعلیٰ اخلاقی اقدار کے رواج پانے کی وجہ سے مدینہ میں اخوت ومحبت پر مبنی جو مسلم معاشرہ پروان چڑھ رہا تھا وہ مخالفین اسلام خصوصاً منافقین کو سخت ناگوار تھا۔ ان کی یہ خواہش تھی مسلمان بھی انہی اخلاقی پستیوں کے مکین رہیں جن میں وہ خود مبتلا تھے تاکہ ان کی اخلاقی گراوٹ نمایاں نہ ہو۔ واقعہ افک ان کی اسی دبی ہوئی خواہش کا ایک حقیر سا یعنی Tip of the iceberg تھا۔ اللہ تعالیٰ اس حقیقت کو جانتا تھا جبکہ عام مسلمان اس سے بے خبر تھے۔ آیت۔۱۹۔ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس حقیقت سے آگاہ کیا تاکہ اس سورہ میں دیئے جانے والے احکام کی گہرائی اور گیرائی مسلمانوں کے ذہنوں میں پوری طرح واضح ہوجائے۔

آج کے دور میں ایک عالمی تہذیب (Globalization) رائج کرنے کا جو طوفان برپا ہے وہ مخالفین اسلام کی اسی خواہش کا مظہر ہے کہ وہ

مسلم معاشروں میں اسی فحاشی اور اخلاقی بستیوں کو رواج دینا چاہتے ہیں جنھیں وہ اپنی ''اعلیٰ تہذیب'' کا طرّ ءِ امتیاز سمجھتے ہیں۔فحاشی اور بے حیائی کے اس سیلاب کے آگے بند باندھنے کی کوششیں فی الحال ہر جگہ ناکام ہوتی نظر آرہی ہیں۔لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مسلمانوں کی یہ جدوجہد بے سود ہے۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ وہ کسی عمل کرنے والے کے عمل کو ضائع نہیں کرتا۔(آل عمران۔۱۹۴) ہمیں یقین ہے کہ ہماری اس بظاہر ناکام جدوجہد کا نتیجہ ایک دن ضرور نکلے گا۔اگر ہماری زندگی میں نہیں تو ہمارے بعد نکلے گا مگر ان شاء اللہ نکلے گا ضرور۔

1364

ہمیں خبر ہے ہم ہیں چراغ آخرِ شب
ہمارے بعد اندھیرا نہیں اجالا ہے

(ظہیر کاشمیری)

آیت نمبر (21 تا 22)

ترجمہ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	لَا تَتَّبِعُوْا	خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ	وَمَنْ
اے لوگو جو	ایمان لائے	تم لوگ پیروی مت کرو	شیطان کے نقوشِ قدم کی	اور جو

يَّتَّبِعْ	خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ	فَاِنَّهٗ	يَاْمُرُ	بِالْفَحْشَآءِ	وَالْمُنْكَرِ ؕ
پیروی کرے گا	شیطان کے نقوشِ قدم کی	تو بیشک وہ (تو)	ترغیب دیتا ہے	فحاشی کی	اور برائی کی

وَلَوْلَا	فَضْلُ اللّٰهِ	عَلَيْكُمْ	وَرَحْمَتُهٗ	مَا زَكٰى	مِنْكُمْ
اور اگر نہ ہوتا	اللہ کا فضل	تم لوگوں پر	اور اس کی رحمت	تو پاک نہ ہوتا	تم میں سے

مِّنْ اَحَدٍ	اَبَدًا ۙ	وَّلٰكِنَّ	اللّٰهَ	يُزَكِّىْ	مَنْ	يَّشَآءُ ؕ	وَاللّٰهُ
کوئی ایک بھی	کبھی بھی	اور لیکن	اللہ	پاک کرتا ہے	اس کو جس کو	وہ چاہتا ہے	اور اللہ

سَمِيْعٌ	عَلِيْمٌ ﴿۲۱﴾	وَلَا يَاْتَلِ	اُولُوا الْفَضْلِ	مِنْكُمْ	وَالسَّعَةِ
سننے والا ہے	جاننے والا ہے	اور قسم نہ کھائیں	فضل والے	تم میں سے	اور وسعت والے

اَنْ	يُّؤْتُوْۤا	اُولِى الْقُرْبٰى	وَالْمَسٰكِيْنَ	وَالْمُهٰجِرِيْنَ	فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ
کہ	وہ (نہ) دیں	قرابت والوں کو	اور مسکینوں کو	اور مہاجروں کو	اللہ کی راہ میں

وَلْيَعْفُوْا	وَلْيَصْفَحُوْا ؕ	اَلَا تُحِبُّوْنَ	اَنْ	يَّغْفِرَ
اور چاہیے کہ وہ معاف کر دیں	اور چاہیے کہ وہ درگزر کریں	کیا تم لوگ پسند نہیں کرتے	کہ	بخش دے

اللّٰهُ	لَكُمْ ؕ	وَاللّٰهُ	غَفُوْرٌ	رَّحِيْمٌ ﴿۲۲﴾
اللہ	تم لوگوں کو	اور اللہ	بے انتہا بخشنے والا ہے	ہمیشہ رحم کرنے والا ہے

نوٹ: 1

جولوگ دوسروں کے عزت وناموس کے معاملہ میں ہرقسم کی باتیں بے پروائی سے قبول کرلیتے ہیں اوران سے بدگمانی میں مبتلا ہوجاتے ہیں ان کا یہ رویہ غمازی کرتا ہے کہ وہ اپنے باب میں ضرورت سے زیادہ حسنِ ظن رکھتے ہیں اورایک قسم کے ادعائے تزکیہ میں مبتلا ہیں خواہ ان کو اپنے اس باطن کا شعور ہو یا نہ ہو۔اسی مخفی چور سے آیت۔20۔میں ان لوگوں کو آگاہ کیا کہ ہر شخص یادر کھے کہ جس کو بھی کوئی پاکی وپاکیزگی حاصل ہوتی ہے تو وہ محض اللہ کے فضل سے حاصل ہوتی ہے۔اگراس کی توفیق شامل حال نہ ہوتو کوئی پاک نہیں ہوسکتا۔توکسی کو اپنے تقوی وتزکیہ کا اتنا غرہ نہ ہونا چاہیے کہ وہ دوسروں کے معاملہ میں ہرقسم کی باتیں بےتحقیق قبول کرلے۔(تدبر قرآن)

نوٹ: 2

بی بی عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے میری برائت نازل فرمادی تو حضرت ابوبکرؓ نے قسم کھالی کہ وہ آئندہ مسطحؓ کی مدد نہیں کریں گے کیونکہ انہوں نے نہ رشتہ دار کا لحاظ کیا اور نہ ان احسانات کی ہی کچھ شرم کی جو وہ ساری عمران پر اوران کے خاندان پر کرتے رہے۔جب آیت۔۲۱۔نازل ہوئی تو ابوبکرؓ نے فوراً کہا کہ واللہ ہم ضرور چاہتے ہیں کہ اے ہمارے رب تو ہماری خطائیں معاف فرمائے۔چانچہ انہوں نے پھر مسطحؓ کی مدد شروع کردی۔حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت ہے کہ یہ قسم کچھ اور صحابہ کرامؓ نے کھالی تھی کہ جن لوگوں نے اس بہتان میں حصہ لیا ہے ان کی وہ مدد نہ کریں گے۔اس آیت کے نزول کے بعد سب نے اس عہد سے رجوع کرلیا۔اس طرح تلخی آناً فاناً دور ہوگئی جو اس فتنہ نے معاشرے میں پھیلادی تھی۔(تفہیم القرآن)

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صلہ رحمی کرنے والا وہ نہیں جو رشتہ داروں کے صرف احسان کا بدلہ کردے بلکہ اصل صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ رشتہ داروں کے قطع تعلق کرنے کے باوجود یہ تعلق قائم رکھے۔(معارف القرآن)

آیت نمبر (23 تا 26)

ترجمہ

إِنَّ الَّذِيْنَ	يَرْمُوْنَ	الْمُحْصَنٰتِ	الْغٰفِلٰتِ	الْمُؤْمِنٰتِ	لُعِنُوْا
بیشک وہ لوگ	الزام دیتے ہیں	پاکدامن	بے خبر (بھولی بھالی)	مومن خواتین کو	ان پر لعنت کی گئی

فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ	وَلَهُمْ	عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿٢٣﴾	يَّوْمَ	تَشْهَدُ
دنیا اور آخرت میں	اور ان کے لیے ہے	ایک عظیم عذاب	جس دن	گواہی دیں گی

عَلَيْهِمْ	اَلْسِنَتُهُمْ	وَاَيْدِيْهِمْ	وَاَرْجُلُهُمْ	بِمَا	كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٢٤﴾
ان کے خلاف	ان کی زبانیں	اور ان کے ہاتھ	اور ان کے پیر	اس کی جو	وہ لوگ کرتے تھے

يَوْمَئِذٍ	يُّوَفِّيْهِمُ	اللّٰهُ	دِيْنَهُمُ الْحَقَّ	وَيَعْلَمُوْنَ
اس دن	پورا پورا دے گا ان کو	اللہ	ان کا برحق بدلہ	اور وہ لوگ جان لیں گے

اَنَّ اللّٰهَ	هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ ﴿٢٥﴾	اَلْخَبِيْثٰتُ	لِلْخَبِيْثِيْنَ	وَالْخَبِيْثُوْنَ
کہ اللہ	ہی واضح حق ہے	گندی عورتیں	گندے مردوں کے لیے ہیں	اور گندے مرد

لِلْخَبِیْثٰتِ ج	وَالطَّیِّبٰتُ	لِلطَّیِّبِیْنَ	وَالطَّیِّبُوْنَ	لِلطَّیِّبٰتِ ج
گندی عورتوں کے لیے ہیں	اور پاک عورتیں	پاکیزہ مردوں کے لیے ہیں	اور پاکیزہ مرد	1364 پاکیزہ عورتوں کے لیے ہیں

اُولٰٓئِكَ	مُبَرَّءُوْنَ	مِمَّا	يَقُوْلُوْنَ ط	لَهُمْ	مَّغْفِرَةٌ	وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿٢٦﴾ ع
وہ لوگ	بری کئے ہوئے ہیں	اس سے جو	یہ لوگ کہتے ہیں	ان کے لیے ہے	مغفرت	اور باعزت روزی

نوٹ: 1 بہتان طرازی اور الزام تراشی کرنے والے مجرم قیامت کے دن نہ تو خود کوئی عذر پیش کر سکیں گے اور نہ ان کے جرم کو ثابت کرنے کے لیے کسی خارجی شہادت کی ضرورت ہوگی۔ اس دن ان کی زبانیں اور ہاتھ پاؤں خود ان کے خلاف گواہی دیں گے کہ انہوں نے کیا کیا تہمتیں تراشیں اور کیسے کیسے فساد برپا کیے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کا واجبی بدلہ پورا پورا چکا دے گا اور ان کے ساتھ نہ کوئی رعایت ہوگی نہ کوئی زیادتی۔ اس دنیا میں تو حالات پر بہت کچھ پردہ پڑا ہوا ہے لیکن قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمام حقائق کو آشکار کرنے والا ہے۔ اسی طرح اس دنیا میں اچھے برے لوگ باہم رلے ملے ہیں لیکن قیامت کے دن نفوس کی درجہ بندی اعمال و اخلاق اور ایمان و عقائد کے اعتبار سے ہوگی اس دن خبیث مرد اور عورتیں باہم جوڑ دیئے جائیں گے اور پاکیزہ مردوں اور عورتوں کو ایک دوسرے کی رفاقت نصیب ہوگی اور اس دن یہ لوگ ان تمام خرافات اور بکواسوں سے بری کر دیئے جائیں گے جو اس دنیا میں ان کے خلاف کی جاتی ہیں۔ (تدبر قرآن)

آیت نمبر (28 تا 29)

ترجمہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	لَا تَدْخُلُوْا	بُيُوْتًا	غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ
اے لوگو جو	ایمان لائے	تو لوگ داخل مت ہو	ایسے گھروں میں جو	تمہارے گھروں کے علاوہ ہیں

حَتّٰى	تَسْتَاْنِسُوْا	وَتُسَلِّمُوْا	عَلٰٓى اَهْلِهَا ط	ذٰلِكُمْ	خَيْرٌ
یہاں تک کہ	تم لوگ اجازت مانگ لو	اور تم لوگ سلامتی کی دعا دے لو	اس (گھر) کے لوگوں پر	یہ	بہتر ہے

لَّكُمْ	لَعَلَّكُمْ	تَذَكَّرُوْنَ ﴿٢٧﴾	فَاِنْ	لَّمْ تَجِدُوْا	فِيْهَآ	اَحَدًا
تمہارے لیے	شاید تم لوگ	نصیحت حاصل کرو	پھر اگر	تم لوگ نہ پاؤ	اس (گھر) میں	کسی ایک کو

فَلَا تَدْخُلُوْهَا	حَتّٰى	يُؤْذَنَ	لَكُمْ ج	وَاِنْ	قِيْلَ	لَكُمُ
تو مت داخل ہو اس میں	یہاں تک کہ	اجازت دی جائے	تمہیں	اور اگر	کہا جائے	تم لوگوں سے

ارْجِعُوْا	فَارْجِعُوْا	هُوَ	اَزْكٰى	لَكُمْ ط	وَاللّٰهُ	بِمَا
کہ واپس جاؤ	تو واپس ہو جاؤ	یہ	زیادہ پاکیزہ ہے	تمہارے لیے	اور اللہ	اس کو جو

تَعْمَلُوْنَ	عَلِيْمٌ ﴿٢٨﴾	لَيْسَ	عَلَيْكُمْ	جُنَاحٌ	اَنْ	تَدْخُلُوْا
تم لوگ کرتے ہو	ہمیشہ جاننے والا ہے	نہیں ہے	تم لوگوں پر	کوئی گناہ	کہ	تم لوگ داخل ہو

بُيُوْتًا	غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ	فِيْهَا	مَتَاعٌ	لَّكُمْ ؕ 1364
ایسے گھروں میں جو	بغیر سکونت اختیار کئے ہوئے ہیں	ان میں	کچھ سامان ہے	تمہارے لیے

وَاللّٰهُ	يَعْلَمُ	مَا	تُبْدُوْنَ	وَمَا	تَكْتُمُوْنَ ﴿۲۹﴾
اور اللہ	جانتا ہے	اس کو جو	تم لوگ ظاہر کرتے ہو	اور اس کو	جو تم چھپاتے ہو

نوٹ:1 اس سورہ کے آغاز سے آیت۔26۔تک جو احکام دیئے گئے ہیں وہ اس لیے ہیں کہ معاشرے میں برائی رونما ہو جائے تو اس کا تدارک کیسے کیا جائے۔اب وہ احکام دیئے جا رہے ہیں جن کا مقصد یہ ہے کہ تمدن کے طور طریقوں کی اصلاح کر کے ان اسباب کا سدباب کر دیا جائے جن سے اس طرح کی خرابیاں رونما ہوتی ہیں۔اسلامی شریعت جرم کے ساتھ اسباب جرم، محرکات جرم اور رسائل و ذرائع جرم پر بھی پابندیاں لگاتی ہے تا کہ آدمی کو اصل جرم کی عین سرحد پر پہنچنے سے پہلے کافی فاصے پر ہی روک دیا جائے۔وہ اسے پسند نہیں کرتی کہ لوگ روز پکڑے جائیں اور سزائیں پایا کریں۔(تفہیم القرآن)۔آج کے دور میں سعودی عرب میں ایسے جرائم کے ریکارڈ کا موازنہ مہذب دنیا میں ایسے جرائم کے ریکارڈ سے لیا جائے تو ان احکام کی حکمت اور افادیت پوری طرح واضح ہو جائے گی۔

نوٹ:2 زمانہ جاہلیت میں اہل عرب کا طریقہ یہ تھا کہ وہ ''صبح بخیر یا شام بخیر'' کہتے ہوئے بے تکلف ایک دوسرے کے گھروں میں داخل ہو جاتے تھے۔اللہ تعالیٰ نے اس کی اصلاح کے لئے یہ اصول مقرر کیا ہے کہ ہر شخص کو اپنے رہنے کی جگہ میں تخلیے کا حق حاصل ہو اور کسی دوسرے شخص کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اس کے تخلیے میں اس کی مرضی اور اجازت کے بغیر خلل انداز ہو۔رسول اللہ ﷺ تخلیے کے اس حق کو صرف گھروں میں داخل ہونے کے سوال تک محدود نہیں رکھا بلکہ اسے ایک عام حق قرار دیا جس کی رو سے دوسرے کے گھر میں جھانکنا باہر سے نگاہ ڈالنا حتیٰ کہ دوسرے کا خط اس کی اجازت کے بغیر پڑھنا بھی ممنوع ہے۔رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ جس نے اپنے بھائی کی اجازت کے بغیر اس کے خط میں نظر دوڑائی وہ گویا آگ میں جھانکتا ہے۔(تفہیم القرآن)

آیت نمبر (30 تا 31)

غ ض ض

(ن) غَضًّا: پست کرنا۔نیچا رکھنا۔زیر مطالعہ آیت۔30۔

اُغْضُضْ: فعل امر ہے۔تو پست کر۔تو نیچا رکھ۔﴿وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ؕ﴾ (19/31) (اور تو نیچا رکھ اپنی آواز سے)''

ج ی ب

(ض) جَيْبًا: قمیص میں گریبان بنانا۔

جَيْبٌ: ج جُيُوْبٌ۔ اسم ذات ہے۔گریبان۔﴿وَ اَدْخِلْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ﴾ (:/:) (اور آپؐ داخل کریں اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں)''۔اور زیر مطالعہ آیت۔31

1364

ج و ر

(ن)	عَوَرًا	کسی چیز کو لے جانا اور تلف کر دینا۔ پانی کے چشمہ یا کنویں کو بند کر دینا یا بند ہو جانا۔
(افعال)	اِعْوَارًا	سوار میں نیزہ لگنے کی جگہ کا واضح ہونا۔ کسی چھپائی ہوئی چیز کا ظاہر ہو جانا۔
	عَوْرَةٌ	ج عَوْرَاتٌ۔ ہر وہ چیز جس کا نمایاں ہونا ناگوار ناپسندیدہ ہو۔ اس بنیادی مفہوم کے ساتھ متعدد معانی میں آتا ہے۔ (۱) غیر محفوظ (Vulnerable) جگہ۔ (۲) بھید۔ راز۔ ﴿ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ﴾ (13:/33) ''بیشک ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں'' اور زیر مطالعہ آیت۔ 31۔

ترکیب

(آیت۔ 30) يَغُضُّوْا اور يَحْفَظُوْا فعل امر غائب نہیں ہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو لِيَغُضُّوْا اور لِيَحْفَظُوْا آتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ دراصل فعل امر قُلْ کا جواب امر ہونے کی وجہ سے مضارع مجزوم ہیں۔ ترجمہ میں اس فرق کو ظاہر کیا جائے گا۔ (آیت۔ 31)۔ يَغْضُضْنَ اور يَحْفَظْنَ بھی فعل امر قُلْ کا جواب امر ہونے کی وجہ سے مضارع مجزوم ہیں جبکہ لَا يُبْدِيْنَ فعل نہی ہے۔ اس آیت میں اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ کے بجائے اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لکھنا قرآن کا مخصوص املا ہے۔

ترجمہ

قُلْ	لِّلْمُؤْمِنِيْنَ	يَغُضُّوْا	مِنْ اَبْصَارِهِمْ
آپ کہہ دیجئے	مومنوں سے	تو وہ نیچی رکھیں گے	اپنی بصارتوں کو

وَيَحْفَظُوْا	فُرُوْجَهُمْ ۭ	ذٰلِكَ	اَزْكٰى	لَهُمْ ۭ	اِنَّ اللّٰهَ
اور حفاظت کریں گے	اپنی شرمگاہوں کی	یہ	پاکیزہ تر ہے	ان کے لیے	یقیناً اللہ

خَبِيْرٌۢ	بِمَا	يَصْنَعُوْنَ ۝۳۰	وَقُلْ	لِّلْمُؤْمِنٰتِ
باخبر ہے	اس سے جو	یہ لوگ کاریگری کرتے ہیں	آپ کہہ دیجئے	مومنات سے

يَغْضُضْنَ	مِنْ اَبْصَارِهِنَّ	وَيَحْفَظْنَ	فُرُوْجَهُنَّ
تو وہ نیچی رکھیں گی	اپنی بصارتوں کو	اور حفاظت کریں گی	اپنی شرمگاہوں کی

وَلَا يُبْدِيْنَ	زِيْنَتَهُنَّ	اِلَّا مَا	ظَهَرَ	مِنْهَا
اور (یہ کہ) وہ ظاہر مت کریں	اپنے بناؤ سنگھار کو	سوائے اس کے جو	(خود ہی) ظاہر ہوا	اس میں سے

وَلْيَضْرِبْنَ	بِخُمُرِهِنَّ	عَلٰي جُيُوْبِهِنَّ ۠	وَلَا يُبْدِيْنَ
اور چاہیے کہ وہ لپیٹ لیں	اپنی اوڑھنیوں کو	اپنے گریبانوں پر	اور ظاہر مت کریں

زِيْنَتَهُنَّ	اِلَّا	لِبُعُوْلَتِهِنَّ	اَوْ اٰبَاۗىِٕهِنَّ
اپنے بناؤ سنگھار کو	مگر	اپنے شوہروں کے سامنے	یا اپنے باپوں کے سامنے

اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ	اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ	اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ
یا اپنے شوہروں کے باپوں کے سامنے	یا اپنے بیٹوں کے سامنے	یا اپنے شوہروں کے بیٹوں کے سامنے

اَوْ اِخْوَانِهِنَّ	اَوْ بَنِیْٓ اِخْوَانِهِنَّ	اَوْ بَنِیْٓ اَخَوٰتِهِنَّ
یا اپنے بھائیوں کے سامنے	یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں کے سامنے	یا اپنی بہنوں کے بیٹوں کے سامنے

اَوْ نِسَآئِهِنَّ	اَوْ مَا	مَلَكَتْ	اَیْمَانُهُنَّ	اَوِ التّٰبِعِیْنَ
یا اپنی عورتوں کے سامنے	یا اس کے سامنے جس کے	مالک ہوئے	ان کے داہنے ہاتھ	یا تابع لوگ (یعنی نوکر) کے سامنے

غَیْرِ اُولِی الْاِرْبَةِ	مِنَ الرِّجَالِ	اَوِ الطِّفْلِ الَّذِیْنَ
جو بغیر (جنسی) حاجت والے ہوں	مردوں میں سے	یا ایسے بچوں کے سامنے جنہوں نے

لَمْ یَظْهَرُوْا	عَلٰی عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ۪	وَلَا یَضْرِبْنَ	بِاَرْجُلِهِنَّ
(ابھی) نہیں جانا	خواتین کے بھیدوں کو	اور وہ مت ماریں (زمین پر)	اپنے پیروں کو

لِیُعْلَمَ	مَا	یُخْفِیْنَ	مِنْ زِیْنَتِهِنَّ ؕ	وَتُوْبُوْٓا
کہ جانا جائے	وہ جس کو	وہ چھپاتی ہیں	اپنے سنگھار (یعنی زیورات) میں سے	اور تم لوگ توبہ کرو

اِلَی اللّٰهِ	جَمِیْعًا	اَیُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ	لَعَلَّكُمْ	تُفْلِحُوْنَ ﴿۳۱﴾
اللہ سے	سب کے سب	اے ایمان لانے والو	شاید تم لوگ	فلاح پاؤ

نوٹ: 1 غَضِّ بصر کے حکم کا مطلب ہر وقت نیچے ہی دیکھتے رہنا نہیں ہے۔ بلکہ پوری طرح نگاہ بھر کر نہ دیکھنا ہے۔ مِنْ اَبْصَارِهِمْ میں مِنْ تبعیض کا ہے۔یعنی اللہ تعالیٰ کا منشا یہ نہیں ہے کہ کسی چیز کو بھی نگاہ بھر کر نہ دیکھا جائے، بلکہ وہ صرف ایک مخصوص دائرے میں نگاہ پر یہ پابندی عائد کرتا ہے۔اب یہ بات سیاق وسباق سے معلوم ہوتی ہے کہ یہ پابندی جس چیز پر عائد کی گئی ہے وہ ہے مردوں کا عورتوں کو دیکھنا، دوسروں کے ستر پر نگاہ ڈالنا جمانا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ نگاہ ابلیس کے زہریلے تیروں میں سے ایک تیر ہے۔جو شخص مجھ سے ڈر کر اس کو چھوڑ دے گا میں اس کے بدلے ایسا ایمان دوں گا جس کی حلاوت وہ اپنے دل میں پائے گا۔ایک اور حدیث میں آپؐ کا ارشاد ہے کہ جس مسلمان کی نگاہ کسی عورت کے حسن پر پڑے اور وہ نگاہ ہٹالے تو اللہ اس کی عبادت میں لطف اور لذت پیدا کر دیتا ہے۔

(تفہیم القرآن)

آیت نمبر (32 تا 34)

ء	ی	م

(ض) آیِمًا: مرد کا رانڈ یا عورت کا بیوہ ہو جانا۔

اَیِّمٌ: ج اَیَامٰی۔صفت ہے۔رانڈ۔بیوہ۔زیر مطالعہ آیت۔32

ترجمہ

وَ اَنْكِحُوا	الْاَيَامٰى	مِنْكُمْ	وَالصّٰلِحِيْنَ	مِنْ عِبَادِكُمْ
اور تم لوگ نکاح کردو	بے نکاحوں کو	تم میں سے	اور نیکوں کا	تمہارے غلاموں میں سے

وَاِمَآئِكُمْ ؕ	اِنْ يَّكُوْنُوْا	فُقَرَآءَ	يُغْنِهِمُ	اللّٰهُ	مِنْ فَضْلِهٖ ؕ
اور اپنی کنیزوں میں سے	اگر وہ لوگ ہوں	مفلس	تو غنی کردے گا ان کو	اللہ	اپنے فضل سے

وَاللّٰهُ	وَاسِعٌ	عَلِيْمٌ ۳۲	وَلْيَسْتَعْفِفِ	الَّذِيْنَ	لَا يَجِدُوْنَ
اور اللہ	وسعت والا ہے	جاننے والا ہے	اور چاہیے کہ (برائیوں سے) بچے رہیں	وہ لوگ جو	نہیں پاتے

نِكَاحًا	حَتّٰى	يُغْنِيَهُمُ	اللّٰهُ	مِنْ فَضْلِهٖ ؕ	وَالَّذِيْنَ	يَبْتَغُوْنَ
نکاح (کے سامان) کو	یہاں تک کہ	غنی کردے ان کو	اللہ	اپنے فضل سے	اور وہ لوگ جو	چاہتے ہیں

الْكِتٰبَ	مِمَّا	مَلَكَتْ	اَيْمَانُكُمْ	فَكَاتِبُوْهُمْ
(آزادی کی) لکھت پڑھت	ان میں سے جن کے	مالک ہوئے	تمہارے داہنے والے	تو لکھ کردو ان کو

اِنْ عَلِمْتُمْ	فِيْهِمْ	خَيْرًا ۖ	وَّاٰتُوْهُمْ	مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْٓ	اٰتٰىكُمْ ؕ
اگر تم جانتے ہو	ان میں	کوئی بھلائی	اور تم لوگ دو ان کو	اللہ کے اس مال میں سے جو	اس نے دیا تم کو

وَلَا تُكْرِهُوْا	فَتَيٰتِكُمْ	عَلَى الْبِغَآءِ	اِنْ اَرَدْنَ
اور تم لوگ مجبور مت کرو	اپنی کنیزوں کو	زیادتی (یعنی بدکاری) پر	اگر وہ ارادہ کریں

تَحَصُّنًا	لِّتَبْتَغُوْا	عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ	وَمَنْ
برائی سے بچنے کا	تاکہ تم لوگ تلاش کرو (یعنی کماؤ)	دنیوی زندگی کا سامان	اور جو کوئی

يُّكْرِهْهُّنَّ	فَاِنَّ اللّٰهَ	مِنْ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ	غَفُوْرٌ	رَّحِيْمٌ ۳۳
مجبور کرے گا ان کو	تو بیشک اللہ	ان کو مجبور کئے جانے کے بعد	بے انتہاء بخشنے والا ہے	ہمیشہ رحم کرنے والا ہے

وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ	اِلَيْكُمْ	اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ	وَّمَثَلًا	مِّنَ الَّذِيْنَ
اور بیشک ہم نے اتارا ہے	تم لوگوں کی طرف	خوب واضح کرنے والی نشانیاں	اور کچھ مثال (یعنی حال)	ان لوگوں (کے حالات) میں سے

خَلَوْا	مِنْ قَبْلِكُمْ	وَمَوْعِظَةً	لِّلْمُتَّقِيْنَ ۳۴ ع
گزرے	تم سے پہلے	اور نصیحت (بھی اتاری)	تقویٰ اختیار کرنے والوں کے لئے

نوٹ:1 آیت۔32۔کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جس کا بھی نکاح ہوجائے گا اللہ اس کو مالدار بنادے گا۔ بلکہ مدعا یہ ہے کہ لوگ اس معاملہ میں بہت زیادہ حسابی بن کر نہ رہ جائیں۔ اس میں لڑکے والوں کو تلقین ہے کہ کسی نوجوان کو محض اس لئے نہ بٹھا رکھیں کہ ابھی وہ زیادہ

نہیں کمارہا ہے تھوڑی آمدنی بھی ہو تو اللہ کے بھروسے پر شادی کر ڈالنی چاہیے۔ بسا اوقات خود شادی ہی آدمی کے حالات درست ہونے کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ بیوی کی مدد سے اخراجات قابو میں آجاتے ہیں۔ ذمہ داریاں سر پر آجانے کے بعد پہلے سے زیادہ محنت اور کوشش کرنے لگتا ہے۔ بیوی معاش کے کاموں میں بھی ہاتھ بٹا سکتی ہے۔ اور سب سے زیادہ یہ کہ مستقبل میں کس کے لئے کیا لکھا ہے، اسے کوئی بھی نہیں جان سکتا۔ اچھے حالات برے حالات میں بدل سکتے ہیں اور برے حالات اچھے حالات میں تبدیل ہو سکتے ہیں۔ اس لئے آدمی کو ضرورت سے زیادہ حساب لگانے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ (تفہیم القرآن) البتہ اگر تھوڑی بہت آمدنی بھی نہ ہو تو ایسے لوگوں کے لئے اگلی آیت میں ہدایت ہے کہ وہ اللہ کے فضل کا انتظار کریں اور برائیوں سے بچتے رہیں۔

نوٹ:2 مکاتبت کے لفظی معنی تو ہیں ''لکھا پڑھی'' مگر اصطلاح میں یہ لفظ اس معنی میں بولا جاتا ہے کہ کوئی غلام یا لونڈی اپنی آزادی کے لئے اپنے آقا کو ایک معاوضہ ادا کرنے کی پیشکش کرے اور جب آقا اسے قبول کرلے تو دونوں کے درمیان شرائط کی لکھا پڑھی ہو جائے۔ اسلام میں غلاموں کی آزادی کے لئے جو صورتیں رکھی گئی ہیں، یہ ان میں سے ایک ہے۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ:3 غلامی اسلام کے اپنے نظام کا کوئی جز نہیں تھی بلکہ اس کو اسلام نے اس وقت کے بین الاقوامی اور ملکی حالت کے تحت محض اس لئے گوارہ کرلیا تھا کہ اگر بیک جنبش قلم اس کے خاتمہ کا اعلان کر دیا جاتا تو اس سے معاشرے کے اندر سخت قسم کی معاشرتی اور معاشی الجھنیں پیدا ہو جائیں اس دور میں اوّل تو جنگی قیدیوں کے مسئلہ کا معروف حل یہی تھا کہ جنگی قیدیوں کو فاتحین غلام بنالیں۔ ثانیاً ہر منڈی میں غلاموں اور لونڈیوں کی خرید و فروخت کا کاروبار ہوتا تھا اور ہر ذی استطاعت کے گھر میں ہر سن و سال لونڈیاں اور غلام موجود تھے۔ ایسے حالات میں اگر بیک وقت اعلان کر دیا جاتا کہ تمام لونڈیاں اور غلام آزاد ہیں تو ان سب کے معاشرے میں کہاں کھپایا جاتا۔ ان میں ایک بڑی تعداد ایسے افراد کی تھی جو یہ صلاحیت نہیں رکھتے تھے کہ خود اپنی کفالت کا بار اٹھا سکیں۔ غلامی کی صورت میں تو ان کی کفالت کی مہ داری قانوناً ان کے مالکوں کے اوپر تھی لیکن آزاد ہو جانے کی صورت میں ان کے لئے سوا کوئی سبیل باقی نہ رہتی کہ بھیک مانگیں اور معاشرے پر ایک بوجھ بنیں۔ بالخصوص لونڈیوں کا مسئلہ اور بھی پیچیدہ تھا۔ ان مصالح کی وجہ سے اسلام میں ان کی آزادی کی ایسی راہ اختیار کی جس سے یہ خطرات بھی پیدا نہیں ہوتے اور بتدریج تمام ذی صلاحیت غلام اور لونڈیاں آزاد ہو کر اسلامی معاشرے کے جز و بھی بن گئے۔

اسلام نے غلاموں کو آزادوں کی صف میں لانے کے لئے بتدریج ہدایات جاری کی تھیں۔ (1) مکی زندگی ابتدائی دور ہی سے غلام آزاد کرنے کو ایک بہت بڑی نیکی قرار دی۔ (2) رسول اللہ ﷺ نے واضح الفاظ میں غلاموں اور لونڈیوں کے ساتھ نہ صرف حسن سلوک کی ہدایت کی بلکہ مالکوں پر ان کے انسانی حقوق کو شرعی درجہ دے دیا جس سے ان کے معاملہ میں مالکوں کی وہ خود مختاری ختم ہوگئی جو زمانہ جاہلیت میں ان کو حاصل تھی۔ (3) بعض گناہوں اور کوتاہیوں کی صورت میں غلام آزاد کرنے کو کفارہ قرار دیا۔ (4) ذی صلاحیت لونڈیوں اور غلاموں کے نکاح کر دینے کی ہدایت کی تاکہ معاشرے میں ان کا معاشرتی معیار اونچا ہو۔ (5) بیت المال اور اموال زکوۃ کے مصارف میں ایک مستقل مد ''فی الرقاب'' بھی رکھی گئی تاکہ غلاموں اور لونڈیوں کی آزادی کی مہم تیز ہو۔ (6) اسیرانِ جنگ سے متعلق بالعموم یہ پالیسی اختیار کی گئی کہ خاص خاص سرغنوں کو تو بیشک قتل کیا گیا لیکن عام قیدیوں کو فدیہ

لے کر یا احساناً چھوڑ دیا گیا۔(7) آخر میں مکاتیب کو ایک قانونی حیثیت دے دی گئی جس کے بعد ہر ذی صلاحیت غلام اور لونڈی کے لئے آزادی کی ہدایت کشادہ راہ کھل گئی۔ اس قانون نے عملاً غلامی کا خاتمہ کر دیا اور صرف وہ غلام بچ رہے جو ہاتھ پیر مارنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ (تدبر قرآن سے ماخوذ)

آیت نمبر (35 تا 38)

ز ج ج

(ض)

زَجَجًا	ابرو کا دراز اور باریک ہونا۔
زُجَاجٌ	اسم جنس ہے۔ واحد جاجۃ۔ شیشے کا ٹکڑا۔ شیشے کا برتن زیر مطالعہ آیت۔ 35۔

ترجمہ

اَللّٰهُ	نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ	مَثَلُ نُوْرِهٖ	كَمِشْكٰوةٍ
اللہ	آسمانوں اور زمین کا نور ہے	اس کے نور کی مثال	ایک ایسے طاق کی سی ہے

فِيْهَا	مِصْبَاحٌ ۭ	اَلْمِصْبَاحُ	فِيْ زُجَاجَةٍ ۭ	اَلزُّجَاجَةُ
جس میں	ایک چراغ ہے	وہ چراغ	ایک شیشے کے برتن (قندیل) میں ہے	وہ قندیل

كَاَنَّهَا	كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ	يُّوْقَدُ	مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ
(ایسے ہے) جیسے کہ وہ	ایک چمکدار ستارہ ہے	اس کو چمکایا جاتا ہے	ایک ایسے برکت دیئے ہوئے درخت سے جو

زَيْتُوْنَةٍ	لَّا شَرْقِيَّةٍ	وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ	يَّكَادُ	زَيْتُهَا
ایک ایسا زیتون کا درخت ہے جو	نہ مشرقی ہے	اور نہ مغربی ہے	قریب ہے کہ	اس کا تیل

يُضِيْۗءُ	وَلَوْ	لَمْ تَمْسَسْهُ	نَارٌ ۭ	نُوْرٌ	عَلٰي نُوْرٍ ۭ
روشن ہو جائے	اور اگرچہ	چھوا ہی نہیں اس کو	کسی آگ نے	(یہ) ایک نور ہے	نور پر

يَهْدِي	اللّٰهُ	لِنُوْرِهٖ	مَنْ	يَّشَاۗءُ ۭ	وَيَضْرِبُ	اللّٰهُ
ہدایت دیتا ہے	اللہ	اپنے نور کی	اس کو جس کو	وہ چاہتا ہے	اور بیان کرتا ہے	اللہ

الْاَمْثَالَ	لِلنَّاسِ ۭ	وَاللّٰهُ	بِكُلِّ شَيْءٍ	عَلِيْمٌ ۙ (35)	فِيْ بُيُوْتٍ
مثالیں	لوگوں کے لیے	اور اللہ	ہر چیز کو	جاننے والا ہے	کچھ ایسے گھروں میں سے

اَذِنَ	اللّٰهُ	اَنْ	تُرْفَعَ	وَيُذْكَرَ	فِيْهَا	اسْمُهٗ ۙ
اجازت دی	اللہ نے	کہ	جن کو بلند کیا جائے	اور یاد کیا جائے	جن میں	اس کا نام

يُسَبِّحُ	لَهٗ	فِيْهَا	بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۙ (36)	رِجَالٌ ۙ	لَّا تُلْهِيْهِمْ
تسبیح کرتے ہیں	اس کی	ان میں	صبح کو اور شام کو	کچھ ایسے مرد	غافل نہیں کرتی جن کو

تِجَارَةٌ	وَّلَا بَيْعٌ	عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ	وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ	وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ
کوئی تجارت	اور نہ کوئی خرید و فروخت	اللہ کی یاد سے	اور نماز قائم کرنے سے	اور زکوٰۃ پہنچانے سے

يَخَافُوْنَ	يَوْمًا	تَتَقَلَّبُ	فِيْهِ	الْقُلُوْبُ	وَالْاَبْصَارُ ﴿۳۷﴾
وہ لوگ ڈرتے ہیں	ایک ایسے دن سے	الٹ پلٹ ہوجائیں گے	جس میں	دل	اور آنکھیں

لِيَجْزِيَهُمُ	اللّٰهُ	اَحْسَنَ مَا	عَمِلُوْا	وَيَزِيْدَهُمْ
تاکہ بدلہ دے ان کو	اللہ	اسکے بہترین سے جو	انہوں نے عمل کئے	اور تاکہ وہ زیادہ دے ان کو

مِّنْ فَضْلِهٖ	وَاللّٰهُ	يَرْزُقُ	مَنْ	يَّشَآءُ	بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۸﴾
اپنے فضل سے	اور اللہ	عطا کرتا ہے	اسکو جس کو	وہ چاہتا ہے	بے حساب

نوٹ: 1

آسمانوں اور زمین کا لفظ قرآن مجید میں بالعموم ''کائنات'' کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ لہٰذا دوسرے الفاظ میں اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کا ترجمہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اللہ ساری کائنات کا نور ہے۔ نور سے مراد وہ چیز ہے جس کی بدولت اشیاء کا ظہور ہوتا ہے۔ (تفہیم القرآن)۔ اس لحاظ سے اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا عرفان وہ نور ہے جس کی بدولت اس کائنات کے اسرار و رموز انسان کی سمجھ میں آنا شروع ہوجاتے ہیں اور اسے بنیادی سوال کا جواب مل جاتا ہے کہ ہم کون ہیں، کہاں سے آتے ہیں، کیوں آتے ہیں، پھر کہاں چلے جاتے ہیں اور کیوں جاتے ہیں، پھر اسے کائنات کی ہر چیز بالحق یعنی بامقصد اور اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى نظر آنے لگتی ہے۔ اس کے برعکس معرفت الٰہی سے محروم ہوتے ہیں وہ علمی دنگل میں عقلی قلابازیاں کھاتے رہتے ہیں، ایک کے بعد ایک فلسفہ بگھارتے رہتے ہیں لیکن انکے پلے کچھ نہیں پڑتا اور وہ یہ کہنے پر مجبور ہوجاتے ہیں کہ ''سنی جو حکایت ہستی تو درمیان سے سنی + نہ ابتدا کی خبر ہے نہ انتہا معلوم۔''

نوٹ: 2

بعض مفسرین نے فِيْ بُيُوْتٍ سے مراد مساجد لی ہیں، اور ان کو بلند کرنے سے مراد ان کو تعمیر کرنا اور ان کی تعظیم تکریم کرنا لیا ہے۔ اور بعض دوسرے مفسرین نے ان سے مراد اہل ایمان کے گھر لئے ہیں اور ان کو بلند کرنے کا مطلب ان کے نزدیک انہیں اخلاقی حیثیت سے بلند کرتا ہے۔ ان میں اپنے نام کی یاد کا اللہ نے اذن دیا ہے۔'' یہ الفاظ بظاہر مسجد والی تفسیر کی زیادہ تائید کرتے نظر آتے ہیں مگر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دوسری تفسیر کی بھی اپنی ہی تائید کرتے ہیں جتنی پہلی تفسیر کی۔ اس لئے کہ اللہ کی شریعت کہانت زدہ مذاہب کی طرح عبادت کو صرف عبادتگاہوں تک ہی محدود نہیں رکھتی جہاں کاہن یا پجاری طبقے کے کسی فرد کی پیشوائی کے بغیر مراسم بندگی ادا نہیں کیے جاسکتے، بلکہ یہاں مسجد کی طرح گھر بھی عبادت گاہ ہے۔ اور ہر شخص اپنا پروہت آپ ہے۔ چونکہ اس سورۃ میں تمام تر خانگی زندگی کو اعلیٰ و ارفع بنانے کے لئے ہدایات دی گئی ہیں۔ اس لئے دوسری تفسیر ہم کو موقع محل کے لحاظ سے زیادہ موزوں لگتی ہے۔ اگرچہ پہلی تفسیر کو بھی رد کرنے کے لئے کوئی معقول دلیل نہیں ہے۔ کیا مضائقہ ہے اگر اس سے مراد مومنوں کے گھر اور ان کی مسجدیں، دونوں ہی ہوں۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (39 تا 40)

ترجمہ

وَالَّذِيْنَ	كَفَرُوْٓا	اَعْمَالُهُمْ	كَسَرَابٍۭ بِقِيْعَةٍ
اور وہ لوگ جنہوں نے	انکار کیا (معرفتِ رب کا)	ان کے اعمال	ریتلیے میدانوں میں ایک سراب کی مانند ہیں

يَّحْسَبُهُ	الظَّمْاٰنُ	مَآءً ط	حَتّٰٓى	اِذَا جَآءَهٗ
سمجھتا ہے اس کو	پیاسا	پانی	یہاں تک کہ	جب وہ آتا (یعنی پہنچتا) ہے اس کے پاس

لَمْ يَجِدْهُ	شَيْـًٔا	وَّوَجَدَ	اللّٰهَ	عِنْدَهٗ
تو وہ نہیں پاتا اس کو	کوئی چیز	اور وہ پاتا ہے	اللہ کو	اس کے پاس (یعنی وہاں)

فَوَفّٰىهُ	حِسَابَهٗ ط	وَاللّٰهُ	سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝٣٩ لا
تو وہ پورا پورا چکا دیتا ہے جس کو	اس کا حساب	اور اللہ	حساب لینے کا تیز ہے

اَوْ كَظُلُمٰتٍ	فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ	يَّغْشٰىهُ	مَوْجٌ
یا (ان کے اعمال) اندھیروں کی مانند ہیں	ایک ایسے بے پایاں سمندر میں	چھاتی ہے جس پر	ایک موج

مِّنْ فَوْقِهٖ	مَوْجٌ	مِّنْ فَوْقِهٖ	سَحَابٌ ط	ظُلُمٰتٌ	بَعْضُهَا
اس کے اوپر سے	ایک (اور) موج	اس کے اوپر سے	بادل	اندھیرے ہوتے ہیں	ان کی بعض

فَوْقَ بَعْضٍ ط	اِذَآ	اَخْرَجَ	يَدَهٗ	لَمْ يَكَدْ	يَرٰىهَا ط	وَمَنْ
بعض کے اوپر	جب	وہ نکالتا ہے	اپنا ہاتھ	تو لگتا نہیں کہ	وہ دیکھے اس کو	اور وہ

لَّمْ يَجْعَلِ	اللّٰهُ	لَهٗ	نُوْرًا	فَمَا لَهٗ	مِنْ نُّوْرٍ ۝٤٠ ع
بنایا ہی نہیں	اللہ نے	جس کے لئے	کوئی نور	تو نہیں ہے اس کے لیے	کسی قسم کا کوئی بھی نور

نوٹ: 1 کچھ لوگ انکارِ حق اور غلط عقائد کے باوجود یہ کہتے ہیں اگر آخرت ہوئی بھی تو ہماری یہ نیکیاں وہاں ہمارے کام آئیں گی آیت۔ 39۔ کی مثال ایسے ہی لوگوں کے لئے ہے۔ ایمان صادق وکامل کے بغیر دنیا میں کی گئی نیکیاں دنیا میں تو کچھ فائدہ دے سکتی ہیں لیکن آخرت میں ان کی حقیقت ایک سراب سے زیادہ کچھ بھی نہیں ہے۔ وہاں پر اللہ تعالیٰ ان کے کفر ونفاق کا ان کو پورا پورا بدلہ دے گا اور ان کے نیک اعمال آخرت میں ان کے کچھ بھی کام نہیں آئیں گے۔

آیت نمبر (41 تا 44)

و د ق

(ض)   وَدْقًا   پانی ٹپکنا۔ بارش کا گرنا

وَدْقٌ   اسم ذات بھی ہے۔ بارش۔ زیر مطالعہ آیت۔ 43

ترجمہ

اَلَمْ تَرَ	اَنَّ اللّٰهَ	يُسَبِّحُ لَهٗ	مَنْ	فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
کیا تونے غور ہی نہیں کیا	کہ اللہ (وہ) ہے	تسبیح کرتے ہیں جس کی	وہ سب جو	آسمانوں اور زمینوں میں ہے

وَالطَّيْرُ	صٰٓفّٰتٍ ؕ	كُلٌّ	قَدْ عَلِمَ	صَلَاتَهٗ	وَتَسْبِيْحَهٗ ؕ
اور پرندے (بھی)	قطار بنانے والے ہوتے ہوئے	ہر ایک نے	جان لیا ہے	اپنی نماز کو	اور اپنی تسبیح کو

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ	بِمَا	يَفْعَلُوْنَ ﴿41﴾	وَلِلّٰهِ	مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ
اور اللہ جاننے والا ہے	اس کو جو	وہ سب کرتے ہیں	اور اللہ ہی کی ہے	آسمانوں اور زمین کی حکومت

وَاِلَى اللّٰهِ	الْمَصِيْرُ ﴿42﴾	اَلَمْ تَرَ	اَنَّ اللّٰهَ	يُزْجِيْ	سَحَابًا
اور اللہ ہی کی طرف	لوٹنا ہے	کیا تونے دیکھا ہی نہیں	کہ اللہ	ہانکتا ہے	بادل کو

ثُمَّ يُؤَلِّفُ	بَيْنَهٗ	ثُمَّ يَجْعَلُهٗ	رُكَامًا	فَتَرَى	الْوَدْقَ
پھر وہ جمع کرتا ہے	آپس میں اس کو	پھر وہ کرتا ہے اس کو	تہہ در تہہ	پھر تو دیکھتا ہے	بارش (کے قطرے) کو

يَخْرُجُ	مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ	وَيُنَزِّلُ	مِنَ السَّمَآءِ	مِنْ جِبَالٍ	فِيْهَا
وہ نکلتا ہے	اس کی دراڑوں سے	اور وہ اتارتا ہے	آسمان سے	کچھ ایسے پہاڑوں میں سے	جن میں ہیں

مِنْۢ بَرَدٍ	فَيُصِيْبُ بِهٖ	مَنْ	يَّشَآءُ	وَيَصْرِفُهٗ	عَنْ مَّنْ
کچھ اولے	پھر وہ لگاتا ہے انہیں	اس کو جسے	وہ چاہتا ہے	اور وہ پھیر دیتا ہے انہیں	اس سے جس سے

يَّشَآءُ ؕ	يَكَادُ	سَنَا بَرْقِهٖ	يَذْهَبُ	بِالْاَبْصَارِ ﴿43﴾ ؕ	يُقَلِّبُ	اللّٰهُ
وہ چاہتا ہے	قریب ہوتا ہے کہ	اس کی بجلی کی چمک	لے جائے	آنکھوں کو	بار بار پلٹتا ہے	اللہ

الَّيْلَ ؕ	وَالنَّهَارَ	اِنَّ	فِيْ ذٰلِكَ	لَعِبْرَةً	لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ﴿44﴾
رات کو	اور دن کو	بیشک	اس میں	یقیناً ایک عبرت ہے	بصیرت والوں کے لئے

نوٹ: 1 وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْۢ بَرَدٍ سے مراد سردی سے جمے ہوئے بادل بھی ہو سکتے ہیں جنہیں مجازاً آسمان کے پہاڑ کہا گیا ہو۔ اور زمین کے پہاڑ بھی ہو سکتے ہیں جو آسمان میں بلند ہیں۔ جن کی چوٹیوں پر جمی ہوئی برف کے اثر سے بسا اوقات ہوا اتنی سرد ہو جاتی ہے کہ بادلوں میں انجماد پیدا ہونے لگتا ہے اور اولوں کی شکل میں بارش ہونے لگتی ہے۔ (تفہیم القرآن)

1365

1364

1366

1364

1367

1364

1368

1364

1369

1364

1370

1364